رجسٹرڈ نمبر ل ۱ے ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر
خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

ایڈیٹر شمیم الدین

سالانہ چندہ	عہ
فی پرچہ	۱ر

جلد ۶ | کاکوری یکشنبہ یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء مطابق ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ | نمبر ۱۱

ادبیات

"بہار"

(از سید منیف الدین احمد سلمہ)

تجلی پر تجلی ہے بہار آنے کا ساماں ہے
جمال شاہد گل سے چمن جنت بداماں ہے
نسیم صبح کے جھونکے فضا میں رقص کرتے ہیں
کھلے ہیں پھول لالے کے عجب سیر چراغاں ہے
عروس گل کی خوشبو سے مہکتا ہے کہیں گلشن
کہیں رنگین کلیوں میں جمال روئے جاناں ہے
کہیں بیلا، کہیں جوہی، کہیں سوسن، کہیں نرگس
جدھر جاؤ، جدھر دیکھو یہی فرحت کا ساماں ہے
کہیں شبنم کے قطروں میں جھلک ہے حسن مطلق کی
کہیں ذروں سے نور خالق یکتا نمایاں ہے
کہیں محو نظارہ ہے کوئی مجنوں صفت عاشق
کوئی لیلے صفت گل رو کہیں محو خراماں ہے
کہیں رندوں کو دیکھو میکدہ بردوش پھرتے ہیں
کہیں کمسن حسینوں میں دل آویزی کا ساماں ہے
بہار آتے ہی عالم میں عجب پر کیف ہے منظر
چہکتے ہیں کہیں بلبل کہیں طاؤس رقصاں ہے

انسان کیا کرے؟

(از محمد شمیم صاحب علوی کاکوروی)

انسان دنیا میں اپنی مرضی کے بغیر آتا ہے اور اپنی خواہش کے خلاف چلا جاتا ہے۔ اس عرصہ میں اُسے نہ کوئی سمجھتا ہے اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ بچپن میں فرشتہ جوانی میں شیطان اور بڑی عمر میں احمق سمجھا جاتا ہے۔ اگر شادی کرے تو کہتے ہیں کہ اسکی زندگی جانوروں کی سی ہے۔ اگر کنوارا ہے تو کہتے ہیں کہ اسکا چال چلن اچھا نہیں۔ وہ قانون قدرت کی خلاف ورزی کا مجرم ہے۔ اگر وہ کھانے پینے والا آدمی ہو تو لوگ اسکو خطرناک ہستی سمجھتے ہیں۔ اگر اسکے برعکس ہے تو کہتے ہیں کہ کمبخت بخیل ہے۔ اگر غریب ہے تو فضول ہے اگر امیر ہے تو مغرور ہے۔ اگر خیرات کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ شہرت کا بھوکا ہے اور اگر نہیں کرتا تو کہتے ہیں کہ انسان کاہے کو ہے حیوان ہے۔ اگر مذہب سے دلچسپی رکھتا ہے تو مکار ہے۔ اور اگر مذہب سے دور ہے تو بڑا گنہگار ہے۔ دنیا میں آنے سے پہلے ہر شخص اسے چھونا چاہتا ہے۔ جانے سے پہلے ہر ایک آدمی اسے ٹھوکریں مارنے کو تیار ہوتا ہے۔ اگر جوانی میں مر جائے تو کہتے ہیں ہونہار تھا۔ اگر زندہ رہے تو اسکے ساتھ ایسا ذلت آمیز سلوک کیا جاتا ہے گویا اس سے برا کوئی دوسرا نہ ہوگا۔

ترجمہ "الفی شفیسی" (انگلش لندن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۶ | کاکوری یکشنبہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ء | نمبر ۱۱

مسلمانوں میں انتشار کیوں ہے؟

آج مسلمانوں میں جو انتشار رونما ہے اُس کو دیکھ کر ہر دردمند مسلم کا دل تڑپ رہا ہے۔ ایک زمانہ تھا جبکہ یہ ایک منظم قافلہ کی صورت میں زندگی کا سفر طے کر رہے تھے۔ اُن کا رہنما ایک تھا۔ قبلہ ایک، کتاب ایک اور منزل مقصود ایک تھی۔ ایک آواز پر اُٹھتے ایک آواز پر لیٹتے ایک آواز سے سوتے اور جاگتے تھے۔ اگرچہ اس زمانہ میں بھی کروڑوں لوگ اسکے دشمن تھے مگر وہ ان کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکتے تھے۔ لیکن تھوڑا ہی عرصہ کے بعد انمیں نئے نئے اختلافات پیدا ہوئے تو یہ ایک سے دو جماعتوں میں تقسیم ہوئے دو سے چار جماعتیں بنگئیں یہاں تک کہ تہتّر فرقے وجود میں آگئے۔ یہ تہتر فرقوں کو تو مذہبی حیثیت دیگئی۔ اب سیاسی نقطۂ نظر سے دیکھئے تو کوئی کانگریسی ہے۔ کوئی لیگی اور کوئی احراری تو کوئی سوشلسٹ وغیرہ وغیرہ۔ مذہب کے نام پر یہ متفرق ہوئے۔ سیاست کے نام پر یہ بکھرے۔ نسل اور ملک و خاندان کے نام پر انمیں انتشار پھیلا۔ جن کے نتیجہ میں ان کی زندگی ختم ہوگئی۔ طاقت میں ضعف آیا۔ یہ چالیس کروڑ ہیں تو لیکن ایک سے ایک جدا ہے اور اسواسطے انمیں اتنی بھی قوت نہیں جتنی پانچ متحد اور منظم آدمیوں میں ہوتی ہے۔ یہ دریا کی طاقت رکھتے تھے مگر اب بٹ بٹ کر قطرے اور بوندیں بنگئے ہیں جو ایک تنکے کو بھی اپنے سیلاب میں بہا نہیں سکتے۔

آپنے غور فرمایا! مسلمانوں کی کمزوری کی اصل بنا اور دشمنان اسلام کے وحشیانہ مظالم کا اصل سبب یہ ہے کہ آپ نے فرقے گروہ اور پارٹیاں بناکر اسلام کی بندھی طاقت کو پرزہ پرزہ کر لیا ہے۔ سوال ہوگا کہ اب دوبارہ یہ طاقت جمع کیونکر ہو؟ ظاہر ہے کہ صرف اتحاد و اتفاق کے زبانی دعووں سے نہ بنی ہوئی پارٹیاں ختم ہوسکیں اور نہ ختم ہوسکتی ہیں۔ مسلمانوں کی یہ موجودہ پارٹی بندیاں دراصل اس امر کا نتیجہ ہیں کہ اُن کا صحیح معنوں میں اپنے خدا پر ایمان نہیں رہا۔ زبانی تو قرآن اور رسول کی اطاعت کا خوب اقرار کرتے ہیں مگر اُن کی عملی زندگی یہ ہے کہ وہ نہ تو خدا اور رسول کے احکام کی صداقتوں اور حکمتوں سے واقف ہیں اور نہ صحیح طریقہ سے اُنپر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ آپ یقین کیجئے کہ جب تک قرآن کریم کی روشنی مسلمانوں کے دل و دماغ کو نہ بھردے اور جب تک اسوۂ رسولؐ کا نور مسلمانوں پر عمل و نظام کا راستہ صاف نہ کرے مسلمانوں کی حالت میں کوئی فرق پیدا نہ ہوگا۔ آپ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ جب تک آپ ایسی جماعت نہ بنائیں گے جو اپنی مقصد حیات کو پہچانے اور مسلمانوں کو پابند اسلام بنانے کا جہاد شروع کردے۔ غور کرو۔ نظام بناؤ۔ تبلیغ کرو۔ تکلیف اُٹھاؤ۔ دعا کرو۔ آج مسلمانوں کی مصیبت کا حل اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ وہ حکم قرآن پر نمونۂ رسول کے مطابق پابندی کے ساتھ عمل کریں پھر مسلمانوں سے یہ انتشاری کیفیت رفع ہوکر اُن میں قوت عمل کا جذبہ پیدا ہوگا جو تمام پریشانیوں اور انتشار کو رفع کردیگا اور مسلمان اپنی نمایاں ہستی برقرار رکھ سکیں گے۔ (اخبار ایمان)

(بقیہ مضمون صفحہ ۳ کالم ۲)

(مجھ سے خفا نہو کسی ذات پر حملہ نہیں ہے مگر میں مجبور ہوں بغیر جذبات کا اظہار کئے ہوئے سراسر ظلم دیکھوں اور آنکھیں بند کرلوں یہ کیسے ہوسکتا ہے) پھر کیا ہوگا؟ انقلاب ہاں دیکھ ستارہ تخریب سر پر آپہونچا۔ مگر شاید دنیا اب بھی اس دلدل کے آخری سرے پر غار کے کنارے منتظر ہے! اسے لوٹنا ہوگا اسے یہ صدمے انقلاب کے سہنی پڑے گی اور پھر وہ لوٹے گی منزل کی طرف۔ منزل جو صرف فرشتہ امن کا ایک تبسم ہے، مستقل مطمئن تبسم!!

دنیا کیلئے کیا خوب کہا ہے ؎

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کسی کی یاد میں

بس۔ بس۔ بن بن کر ایسی باتیں نہ بناؤ ——!

یاد ہے ——؟

چلتے وقت آنکھ بھر کر دیکھنا بھی پسند نہ تھا۔ چہرے پر اداسی تھی۔ آواز بھرائی ہوئی۔ دل بھرا ہوا اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے ——!

کسی بات کا جواب بھی ملتا تھا تو منھ پھیر کر۔ غیروں کی طرح۔ گویا کبھی کی جان پہچان بھی نہ تھی ——!!

آنسوؤں کے اُمنڈتے ہوئے سیلاب کو روکنے کے واسطے چھوٹی بہن کو گود میں لینے کے بہانے سے میرے پاس سے ہٹ جانا۔ لیکن پھر بھی بھر کر دیکھنے کیلئے آنکھیں چُرائے چوروں کی طرح دبے پاؤں شرمائے ہوئے میرے پاس آنا۔ کبھی آسمان کی طرف دیکھنا اور کبھی مجھ کو اور کبھی جدائی کے خیال سے ٹھنڈی ٹھنڈی سانس لینا ——!!

میں یہ سب دیکھ رہا تھا۔ خوب سمجھتا تھا۔ جی میں آتا تھا کہ تم سے کچھ کہدوں لیکن آواز حلق میں اٹک جاتی تھی۔ گلا خشک ہوتا جا رہا تھا۔ میں نے اپنے دل کو سخت کر لیا تھا۔ ایسا سخت جیسا پتھر ہوتا ہے۔ لیکن سنگ رہ گیا کیسا ہی مضبوط ہو ایک نہ ایک دن گھس ہی جاتا ہے۔ چلتے وقت تمہارا چھپ چھپ کر مجھے دیکھنا اور میرا بھی حسرت بھری نگاہوں سے مڑ مڑ کر گھر کی طرف پلٹنا اپنا رنگ لا کر رہا ——!

راستہ بھر تمہاری اُداسی اور گھبراہٹ کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھرتی رہی۔ دنیا سے دور۔ آبادی سے باہر۔ سنسان بیابانوں کی کلیجے دار جھاڑیوں میں بھی قدم نہ ڈگمگائے۔ لیکن اب جبکہ ہر طرف سناٹا ہی سناٹا نظر آ رہا ہے۔ بھیانک تاریکی میں کسی کے پیر کی چاپ بھی سنائی نہیں دیتی ہے۔ راہگیروں نے بھی چلنا پھرنا بند کر دیا۔ کالے کالے بادلوں میں کبھی کبھی بجلی کی چمک دُکھتے ہوئے دل کو اور زیادہ نڈھال کر رہی ہے۔ چرند و پرند اپنے اپنے بسیروں میں میٹھی میٹھی نیندیں سو رہے ہیں میں ہوں۔ لمبی پہاڑ سی رات کاٹے نہیں کٹتی۔ پپیہے کی پی کہاں آتی ہوئی نیند کو بھی اُچاٹ کئے دے رہی ہے۔ بُرے بُرے خیالات آ رہے ہیں۔ دماغ پریشان سر چکرا رہا ہے۔ یہ حالت نئی نہیں ——! ہر وقت کھویا سا رہتا ہوں۔ اُداسی چھائی رہتی ہے۔ رنگ زرد پڑ گیا ہے۔ ملنے جلنے والے دنگ ہیں۔ کوئی مشورہ دیتا ہے کہ تبدیل آب و ہوا کی ضرورت ہے اور کوئی کہتا ہے کہ حکیموں اور ویدوں کو دکھاؤ —— لیکن اُن میں سے کسی ایک کو بھی یہ نہیں معلوم کہ میرے دُکھے ہوئے دل کا علاج کیا ہے ——!

مجھے دوا نہیں درکار ہے۔ آب و ہوا بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تو صرف اس پھول کی بھینی بھینی خوشبو سونگھ کر دوبارہ جی سکتا ہوں جو میرے دل سے نزدیک مگر پہونچ سے باہر۔ آنکھوں سے دور۔ بہت دور۔ نر بدا پار۔ ایک خوشنما باغ میں کھلا ہوا ہے ——!!

تماشائی۔ کاکوروی

(بقیہ صفحہ ۵ کالم ۲)

جس چیز کو خود ہی بُرا کہتے ہیں مفید ثابت ہونے پر جائز کرتے ہیں پھر اسطرح کسی کو دھوکا دینے کی ضرورت ہی کیا ہے جب وہ یوں ہی اُنکے پنجۂ اقتدار سے باہر نہیں اور اگر وہ اس سے زیادہ حقیقت کے طلبگار ہیں تو ان سے کہدے وہ جا لیں اور بہشت کے خواب دیکھیں کیونکہ وہ صرف اسی لائق ہیں، نسیم خلد کی موجوں میں گناہ کے مدو جزر پیدا کریں کیونکہ یہ دنیا اب انکے قابل نہیں رہی۔ نہ تو یہ انھیں اب سونے چاندی کے محل پیش کر سکتی ہے اور نہ ساغر کوثر و تسنیم یہاں تو بہت کلفت زدہ حقیقتیں ہیں اور صرف انھیں کی گنجائش ہے جو حقیقتوں کو دیکھنے والی آنکھیں، سمجھنے والے دماغ اور محسوس کرنیوالے دل رکھتے ہیں، ہمدم! یقین کر انمیں سے کوئی بات بھی میری تصنیف نہیں یہ تو وہ پیغام ہے جو میں نے ایک نہیں ہزاروں آنکھوں بے نور گنہگاروں، تاریک عصیاں کار، منحرف، مجبور، متنفر، مقہور آنکھوں سے پایا ہے اور جسے ایکبار پھر میں تجھ ہی تک نہیں ساری دنیا تک پہونچانا اپنا فرض سمجھتا ہوں ہاں آخر میں یہ بھی سنتا جا کہ یہ داستان اب اپنے نقطۂ انحراف تک پہونچ گئی ہے جہاں سے اسکا رخ بدل جائیگا یہ بنی نوع کا آخری پیغام ہے جو ہر تیرے ہر شخص کے دل پر رسائی حاصل کر کے رہیگا۔ (باقی صفحہ ۲ پر)

منزل سے دور

(از حسن ابن ضیا صاحب علوی صبا کاکوروی)

چاروں طرف تاریکی تھی، ویران تاریکی۔ دلدل میں قدم اٹھانا محال تھا مگر بعد کوشش کے بعد وہ ایک قدم بھی اٹھانے میں کامیاب ہو جاتا۔ اکثر وہ منزل بلکہ ہمیشہ دوسروں کے کندھوں پر زور دیکر۔ تو مسافر کو خوشی ہوتی تھی وہ اسے اپنی فتح کہتا تھا وہ بے خبر تھا کہ ہمراہیوں کی ایک معتدبہ تعداد پیچھے رہ گئی اور ایک غول تو تھک کر بالکل ہی ٹھہر گیا ہے۔ وہ اپنی فتوحات پر نازاں دلدل میں گھسا جا رہا تھا اس سے بےخبر کہ وہ صرف دلدل میں جا رہا ہے اور اسکا ہر قدم اُسے منزل سے دور لئے جا رہا ہے۔ منزل! اسکا تو اسے ایک بار بھی خیال نہیں آیا تھا جب اسے دلدل اور فتح کی مسرت اس کا موقع دیتے اور وہ گھوم کر دیکھتا تو اسکے ساتھیوں کا ایک گروہ اسکے پیچھے بڑی دقت سے چلا آ رہا ہے اور اسکے پیچھے یکے بعد دیگرے کئی گروہ اب اور وہ سب تمام دقتوں کے باوجود چلے آ رہے ہیں مگر وہ نہ دیکھ سکتا اس گروہ کو جو معذور ہو کر بیچ دلدل میں رہ گیا تھا وہ اُن افراد کو بھی نہ دیکھ سکتا تھا جو عاجز آ کر اور شاید منزل کو یاد کرکے لوٹ گئے تھے۔

وہ چلا جا رہا تھا، بھولا ہوا رہگیر، بھٹکا ہوا مسافر، منزل سے دور جا رہا تھا دلدل کی مشکلات اسے یہ نہ بتا سکتی تھیں کہ یہ اُسکا راستہ نہیں ہے اسے وہ زندگی کی جدوجہد کہتا تھا اور نازاں تھا اپنی فتح پر۔ اسکو دن اور رات کی پرواہ نہ تھی کیونکہ اس کی تاریکی میں کبھی صبح نہ ہوئی تھی اسکے راستے میں کبھی چاندنی کی ایک کرن ستاروں کی جھلملاہٹ بھی نہ پہونچ سکتی تھی کیونکہ اسکا راستہ، اسکا موہوم راستہ تو صرف ایک شب تار تھی۔ وہ چلتا رہا۔ اسی بے خبری کے عالم میں چلتا رہا، اسی بے خبری کے عالم میں چلتا رہا، ہر ہر قدم پر تاریکی بڑھتی جاتی تھی، دلدل زیادہ گہری ہوتی جاتی تھی، مگر وہ چلا جا رہا تھا، اسکو چھوڑنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا تھا، مگر اُسے خبر نہ تھی۔

دفعتاً اس نے ایسا محسوس کیا کہ دلدل ختم ہو گئی ہے اور صرف تاریک خلا ہے، وہ آگے قدم نہ بڑھا سکتا تھا اس نے گھوم کر دیکھا اسکے کچھ ساتھی دور ابھی قدم بڑھائے چلے آ رہے تھے، اندھیرے میں وہ سیاہ سائے معلوم ہوتے تھے، مسافر دلدل کے کنارے تنہا کھڑا تھا وہ انتظار کرنے لگا۔ پھر اس نے دیکھا، دور، بہت دور، ظلمت اس پار، جہاں اُس کی نظریں بھی مشکل سے پہونچ سکتی تھیں، ایک اُفق پر اور وہیں ایک مضمحل ستارہ جھلملا رہا ہے۔ اُس نے محسوس کیا کہ اس ستارے کی لرزاں شعاعیں اس کی پژمردہ روح کی گہرائیوں تک پہونچ رہی ہیں۔ اور روح میں پھر زندگی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں جیسے کسی بیمار کی نحیف و لاغر آنکھیں کسی کے دیدار کو کھل جائیں۔ روح کی اس نیم بیداری میں ایک حسرت تھی، ایک حسرت آمیز یاس جب وہ گذر کرنے کا تہیہ کر چکا ہو وہ یکایک چیخ اٹھا ——

آہ میری منزل! میں کہاں آ پڑا۔

جیسے دنیا انسان کی فطرت پر فتحیابی کے نام سے موسوم کرتی ہے وہ صرف انسان کی ایک غلطی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں فطرت اُس پر ہنستی ہے اور ہٹ جاتی ہے۔ انسان ہاں انسان غلطی سے فطرت کے سادی قوانین سے الجھ کر خواہ مخواہ اپنی قوت کھو رہا ہے اور دلدل میں اپنے ہر قدم کو اپنی فتح کہتا ہے حالانکہ وہ اسکی ایک لغزش سے اسکا اعتراف ناکامی۔ اور ایک دن آئیگا جب وہ دیکھ لیگا کہ وہ اب آگے نہیں جا سکتا گو ابھی منزل مقصود دور ہے۔ اگر انسان کی اس غلطی کا ثبوت دیکھنا چاہتے ہو تو آؤ میرے ساتھ اس پسماندہ گروہ کو دیکھو جو اس ارتقائے تہذیب میں پیش روان جادۂ عالم کا ساتھ نہ دے سکا وہ گروہ جسکے لئے تہذیب نو میں کوئی گنجائش نہیں جسکے لئے تمدن کی نعمتیں حرام کر دی گئی ہیں جسکے لئے نہ دنیا میں کوئی لذت ہے نہ آخرت میں کوئی امید۔ ہاں انسانیت کا وہ بڑا حصہ جسکا مصرف صرف یہ ہے کہ وہ ترقی کرنے والوں کے لئے سامان حیات فراہم کرے جسکے کاندھوں پر زور دیکر تم نے اپنے آپ کو دلدل سے گھسیٹا اور آگے بڑھ گئے اور اُسے چھوڑ دیا کہ دھنستا جائے جہاں تک دھنس سکے وہ جس نے تمہیں پار کر دیا اور خود ڈوب گیا وہ جو تمہیں کھلاتا ہے اور خود بھوکا رہتا ہے وہ جو تمہارے لئے پیٹ پر پتھر باندھتا ہے وہ جو اپنے خون سے تمہارے لئے لذت حیات مہیا کرتا ہے وہ جو مکان بناتا ہے اور خود بے خانماں ہے وہ جو تمہاری طرف دیکھتے ہوئے ڈرتا ہے اور تم اُسکی

جان و مال ہر چیز پر ڈاکہ ڈالتے اور اُسے تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہو وہ جو تمھارے لئے سامان عیش مہیا کرتا ہے اور اپنی زندگی کو تلخ کر دیتا ہے؛ وہ جسے تم نے محنت پر مجبور کیا۔ کر دیا اور آہ! وہ بیچارہ غریب مجبور ہو کر رہ گیا! ہاں وہ کون ہے؟ وہی کھیت کا کسان، کارخانہ کا مزدور۔ آہ!! کیا تم نے کبھی غور کیا کہ اس کی دھنسی ہوئی آنکھوں کی سرخی مائل تاریک مگر گناہ کی چمکیلی زردی میں زندگی کی کن کن لامعلوم غیر محسوس خودکشی کی داستان پوشیدہ ہے؟! اسکی جوانی سے نہیں بچپن سے جھریاں پڑی ہوئی کھال بے نور آنکھیں بے رونق چہرہ پر کسی کی روداد ستم کندہ ہے؟! اسکے ازل سے مردہ دل کو جسے حیات کی حقیقی خلش کا کبھی احساس ہی نہیں ہوا صرف گناہ کی عارضی لذت میں تھوڑی سی گرمی ملتی ہے اور وہ اسے اپنی تنہا جائے پناہ سمجھ کر ادھر جھکتا ہے تمھارا قانون کہدیتا ہے کہ یہ جرم ہے اسے سزا ملنی چاہئے تم کہتے ہو یہ گناہ ہے پاپ ہے اسے نجات نہیں اور اس طرح اس کی آخری امید بھی جاتی رہتی ہے۔ یہ بھی سہارا ٹوٹ گیا کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ اس معصیت میں کتنی مجبوری ہے اس گناہ میں کتنی بے بسی ہے زندگی کی یہ معمولی لذتیں۔ لذتوں کے نہیں بلکہ موت کے اختتام سے بچنے کیلئے اختیار کی جاتی ہیں اختیار بھی نہیں کی جاتیں بلکہ خود کو انھیں جھونک دیا جاتا ہے پھینک دیا جاتا ہے گرا دیا جاتا ہے کہ اب کوئی صورت باقی نہیں وہ بیوہ عورتیں جنھیں سوسائٹی ذلیل سمجھکر انکی طرف دیکھنا برا سمجھتی ہے نہیں نہیں بلکہ گناہ کبیرہ سے تعبیر کرتی ہے۔ جب نیا روپ بھر کر گانے میں الاپتی ہیں تو سچ کہنا تمھارے بڑے بڑے مولانا اور لیڈر انکے آستانوں پر جبیں سائی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ ہے تمھاری سوسائٹی اور اسکے دعوے۔ ڈھول کے اندر پول۔ دنیا میں اس سے زیادہ کوئی اور ذلیل شخص نہیں ہے جو ایک بھولی بھٹکی اور ایسی عورت کو جو گناہوں سے توبہ کرکے نیکی کے راستہ کی متلاشی ہو حقارت کی نگاہ سے دیکھے یا اُس سے پرہیز کرے اس حالت پر بڑے بڑے دعوے سبحان اللہ کیا خوب۔ انپر کبھی غور نہیں کیا۔ حالانکہ اسکی زندگی کے ہر ہر شعبہ میں، اُسکے چہرہ کے ہر خط و خال میں عبرت ہی داستان بتمامہ جلی حروف میں لکھی ہوئی ہے مگر تم نے نہیں پڑھی بھلا کیوں پڑھتے غریب کا کون ساتھی ہے۔ عیش و عشرت نے فرصت ہی نہ دی۔ تمھیں اپنے عیش سے کام چاہے دوسرا بھوکوں مرے۔ اگر تم یہ پڑھتے تو اپنی غلطی کا اعتراف کم از کم دل میں تو کرنا ہی پڑتا جسکے لئے تم کبھی بھلا کاہے کو تیار ہوتے۔ دنیا کی سب سے بڑی خودغرضی یہ ہے کہ وہ انھیں غلطیوں کا خمیازہ دوسری مجبور ہستیوں سے نکالتی ہے اور خود کبھی اقبال جرم نہیں کرتی۔ ہاں وہ اپنے جرم کا مجرم دوسروں کو ٹھہرا کر آپ صاف نکل جاتی ہے یا کم از کم نکلنے ہی کی کوشش کرتی ہے اور ان بیکسوں غریب مجبوروں کو اپنی صفائی بھی پیش کرنے کا موقع نہیں دیتی اور پھر خود ہی انصاف کی کرسی پر چڑھکر فیصلہ کرتی ہے! جاؤ اپنے منصفوں سے کہدو کہ اگر وہ سزا دینا نہیں چھوڑ سکتے تو کم از کم انصاف کا نام تو لینا چھوڑ دیں یا پھر کہدیں کہ انصاف سے مراد صرف ظلم ہے جبتک مظلوم اسکے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر قادر نہ ہو وہ سزا دیں کیونکہ تہذیب کی دنیا میں انکا کام ہی یہ ہے مگر وہ کیوں کہتے ہیں کہ دوسروں کو اُس کی سزا سے عبرت ہونا چاہئے اگر عبرت کے کچھ بھی معنی ہوتے تو دنیا سے ایک جرم و گناہ کا وجود اُٹھ گیا ہوتا مگر ہاں عبرت کے اب بھی ایک معنی ہیں اپنی مجبوریوں کا احساس اور اُسکا صحیح مظاہرہ اسوقت ہوتا ہے جب ایک شخص کی دو مجبوریوں میں تصادم ہوتا ہے اور وہ ایک کو شکست دیکر دوسری کے آگے سپر ڈال دیتا ہے اگر یہ شکست خوردہ مجبوری تہذیب کی عائد کردہ ہوتی تو وہ قانون کا مخالف ٹھہرتا ہے اور اسے سزا دیجاتی ہے اور اگر وہ فطرت کی مجبوری ہوئی تو اُسکا انعام اسی نوع کی زندہ درگور انسانوں کی آمد و شد یا پھر اختتام موت۔ مذہب اُسکو بہشت کی امید دلاتا ہے کس قدر تمسخر ہے اُسکی اس دعائے خیر میں اور کس قدر استہزا اس مجبوری کی عجز و تسلیم کا ہمدم کبھی بھی تو نے اسے تھوڑی دیر کیلئے بھی تسلیم نہ کیا ہوگا اور بھلا تو کرتا ہی کیوں؟ جا دوست اور کہدے اپنے مدعیان مذہب سے کہ وہ سروں پر عمامے اور جبوں پر عمدہ لباس پہنکر اپنے آپ کو جنت کی وضع قطع سے سنواریں مگر خدا اور اُسکے انصاف کو کیوں بدنام کرتے ہیں انھوں نے مذہب کو ڈھونگ بنا رکھا ہے جو چاہتے ہیں فتوے دیدیتے ہیں اپنے فائدہ کے لئے ناجائز چیز کو جائز کر لیتے ہیں مدعا یہ کہ

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ و احباب در جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل ذکر خبریں و اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ (اڈیٹر)

موسم:۔ گذشتہ عشرہ میں بارش بالکل نہیں ہوئی اکثر ابر آتا ہے اور بجلی چمکا کرتی ہے۔ دن میں دھوپ سخت ہوتی ہے لیکن رات پر لطف گذرتی ہے کسی کسی دن اگر بعد غروب آفتاب کچھ حبس و گرمی کی تکلیف ہو جاتی ہے تو چند گھنٹوں کے بعد کافی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

آب و ہوا:۔ ملیریا کی عام طور پر شکایت سنی جاتی ہے جو اکثر بے احتیاطی سے میعادی بخار میں تبدیل ہو کر باعث اذیت ہوتا ہے۔

ولادت:۔ (۱) اطلاع ملی ہے کہ سید وصی احمد ہاشمی (ہمشیر زادہ شیخ محمد ایوب صاحب علوی) کے یہاں بمقام سندیلہ ۳۰ اگست ۱۹۳۸ء کو فرزند تولد ہوا۔ زچہ و بچہ بخیریت ہیں۔ ۲۶ ستمبر کو رسم عقیقہ بھی ادا ہوئی۔

(۲) ۷ ستمبر ۱۹۳۸ء کو بمقام لکھنؤ مولوی محمد یعقوب (فرنگی محلی) خویش جناب مولوی سعید الدین خاں مرحوم کے یہاں دختر تولد ہونے کی اطلاع موصول ہوئی ہے اور زچہ و بچہ کے بخیریت ہونے کا حال معلوم ہوا ہے۔

(۳) معلوم ہوا ہے کہ ۱۸ و ۱۹ ستمبر ۱۹۳۸ء کی درمیانی شب میں منشی معز الدین حسین (مطول نمبر) خویش حضرت مولانا شاہ تقی حیدر صاحب کے گھر میں فرزند تولد ہوا۔ بفضلہ سب طرح عافیت ہے۔

عقد:۔ ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء بروز جمعہ بعد نماز حافظ مولوی حسن احمد علوی خلف حاجی محمد حسن علوی (شیخ سعدی محلہ) کا عقد نکاح بدختر منشی ناصر علی بجنوری نواسی ہمشیرہ سید افتخار حسین مرحوم (بمقام تھانہ بھون ہوا اور حاجی مولانا شاہ اشرف علی صاحب نے نکاح پڑھا۔ ۲۲ ستمبر کو رخصتی عروس عمل میں آئی اور ۲۳ ستمبر کو دعوت ولیمہ لکھنؤ میں ہوئی جسمیں شرکت کیلئے کاکوری سے اعزا و احباب لکھنؤ گئے تھے۔ کاش یہ تقریب کاکوری کے ہوتی کہ چندے چہل پہل ہو جاتی۔

جلسۂ عام:۔ مسلم لیگ کاکوری کے زیر انتظام ۲۴ ستمبر ۱۹۳۸ء کو ۷ بجے سہ پہر کے وقت کٹرہ بازار کے وسیع چبوترہ پر ایک جلسہ عام زیر صدارت قاضی افتخار علیخاں صاحب عباسی بی اے منعقد ہوا۔ الحاج مولانا کرم علی صاحب ملیح آبادی، مولوی انوار الحسن صاحب ایڈوکیٹ سکریٹری ضلع مسلم لیگ، مسٹر عبد العزیز ایڈوکیٹ سکریٹری شہری مسلم لیگ اور منشی سید حسن صاحب سکریٹری مسلم لیگ قصبہ امیٹھی، لکھنؤ سے بغرض شرکت جلسہ آئے تھے۔ اول مولوی انوار الحسن صاحب نے اپنی مدلل تقریر میں مسلم لیگ کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنی تنظیم کرنے کی ہدایت کی اور مولانا کرم علی صاحب نے مسلمانوں کی بیکسی و بے حسی کا نقشہ پیش کرتے ہوئے برادران وطن خصوصاً کانگریسی زعماء کی ذہنیتوں کا پول کھولا اور حاضرین سے مسلم لیگ کے سبز ہلالی پرچم کے نیچے جمع ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت کرنے اور کانگریس کے غلط پروپیگنڈہ سے بچنے کی تلقین کی۔ ساتھ ہی ہندو نما مسلمان مولویوں کے غدارانہ طرز عمل پر نہایت واضح طور پر تنقید کی۔ حسب ذیل ریزولیوشن بتحریک سید محمد مشیر الدین و بتائید منشی حبیب الرحمٰن علوی اور بتائید مزید مولانا کرم علی صاحب بالاتفاق منظور ہوا۔

"ورانحالیکہ اس امر کا اظہار پورے طور پر ہو چکا ہے کہ مسلم لیگ کا جماعت خاکسار سے کوئی تعلق نہیں ہے مگر پھر بھی سول لبرٹی کے اصول پر جسپر خود کانگریس انگریزی حکومت کو ملعون کیا کرتی تھی۔ کاکوری مسلم لیگ کا یہ جلسہ عام کانگریس گورنمنٹ کے اس ظالمانہ اور مسلم کش طرز عمل پر احتجاج کرتا ہے جو کانگریس گورنمنٹ نے جماعت خاکسار اور عام پر امن مسلمانوں کے ساتھ اختیار کر رکھا ہے۔ یہ طرز عمل ایسا ہے کہ سابق گورنمنٹ بھی کانگریس کے خلاف اسکی جد و جہد میں نہیں اختیار کیا تھا۔ یہ جلسہ پولیس و گورنمنٹ کے اس بہیمانہ رویہ کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے خاکسار جماعت کے ساتھ پوری ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور انکے اس مجاہدانہ استقلال پر دلی مبارکباد دیتا ہے اور حکومت کو آگاہ کرتا ہے کہ اگر اسنے اپنی موجودہ حکمت عملی جو جماعت خاکسار کے خلاف اختیار کی ہے نہ بدلی تو مسلمان بھی مجبور ہونگے کہ اس جور و ستم کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہوں"

صحت و تندرستی:۔ گذشتہ اشاعت میں مولوی متین الدین خاں علوی کے دھوکے سے مسی دوا کے استعمال کر لینے کی بھی خبر درج ہوئی تھی۔ اب حیدر آباد کی تحریر سے دریافت ہوا کہ طبیعت کچھ پہلے سے معمولی طور پر خراب تھی جسکے لئے ڈاکٹر نے بیرونی استعمال اور پینے کیلئے دوائیں تجویز کی تھیں۔ دس بجے شب کو سوتے وقت دھوکے میں بیرونی استعمال کی دوا

پی لی جسکا اثر فوراً محسوس ہونا شروع ہوا اور حالت خطرناک ہو گئی۔ منشی تقی حیدر علوی اور منشی ولی حسن علوی اول تعلقدار مرنخاص سبارک کو اطلاع دیگئی دونوں حضرات فوراً پہونچے اور ڈاکٹر کو بلایا گیا جنھوں نے فوراً اسپتال میں داخل کرانے کی رائے دی۔ چنانچہ منشی تقی حیدر و منشی ولی حسن صاحبان بمعیت امین الدین سلمہ برادر عزیز کو اسپتال لیکر گئے وہاں حلق کے ذریعہ ربر کی نلی ڈالکر معدہ سے دوا کو نکالا گیا اور معدہ کو دھو کر دوا کے اثرات کو زائل کیا گیا۔ ۲۴ گھنٹہ تک معالجین نے زیر نگرانی رکھا۔ خدا کا شکر ہے اب طبیعت چاق ہے صرف ضعف باقی ہے اور کوئی اثر سمیت کا نہیں معلوم ہوتا برادر عزیز معین الدین کے اعزا منشی تقی حیدر و منشی ولی حسن صاحبان کی بروقت امداد کے بدل مشکور ہیں۔

(۲) وریجاپور کی اطلاع سے معلوم ہوا کہ اہلیہ میر ثابت علی عباسی کی شکایات میں بتدریج کمی ہو رہی ہے۔ کمزوری بہت ہے قوت کے لئے ڈاکٹر نے انجکشن تجویز کئے ہیں۔ باریتعالیٰ جملہ شکایات دفع فرما کر کلی صحت عطا فرمائے۔

(۳) گذشتہ عشرہ میں مولوی محمد عاصم کو پانچ چھ روز سخت بخار آیا تھا اب اچھے ہیں صرف خفیف ضعف ہے۔

(۴) محمد عسکری سلمہ خلف مولوی محمد عالم مرحوم کے ہاتھ کی ہڈی جڑ گئی ہے اور ہاتھ کام دینے لگا ہے لیکن ابھی پورے طور پر سیدھا نہیں ہوتا مالش جاری ہے۔ خدا کرے جلد ہاتھ اپنی سابقہ حالت پر آجائے۔

(۵) مولوی معروف الدین علوی (مولوی محلہ) کی اہلیہ کو ولادت کے بعد سے حرارت آنے لگی تھی جسکا سلسلہ دو ماہ تک رہا۔ مشن اسپتال میں علاج تھا اب بفضلہ تعالیٰ صحت ہے۔

(۶) مولوی محمد عالم مرحوم (دلی نگر) کی بڑی لڑکی سخت علیل ہو گئی تھی ورم جگر و ورم معدہ اور حرارت قائم کی شکایات تھیں ہی کہ ملیریا کا حملہ ہوا جس نے اور بھی ضعیف کر دیا۔ بمقام لکھنؤ ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب کے علاج سے بفضلہ شکایات رفع ہو گئی ہیں اب قوت حاصل ہونے کی تدابیر ڈاکٹر صاحب نے شروع کی ہے۔

(۷) لئیق الدین سلمہ خلف مولوی فخر الدین مرحوم اور غلام مرتضےٰ سلمہ خلف مولوی محمد عاصم کو لکھنؤ میں فصلی بخار آجانے کی اطلاع ملی ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ دونوں کو اب بخار نہیں ہے۔

(۸) محفوظ الدین سلمہ خلف مولوی معروف الدین علوی (مولوی محلہ) کو ۲-۳ ماہ سے پیچش کی شکایت تھی۔ تھوڑے عرصہ سے حرارت بھی آنے لگی تھی لکھنؤ میں ڈاکٹری علاج سے شکایات رفع ہو گئی ہیں صرف لاغری و کمزوری ابھی بہت ہے جو انشاء اللہ بتدریج رفع ہو جائے گی۔

(۹) گذشتہ ہفتہ میں انصار احمد سلمہ خلف حاجی کپتان حکیم احمد علوی کو شدید بخار آگیا تھا اور ٹمپریچر ۱۰۵ ڈگری تک بڑھ گیا تھا اب بفضلہ اچھے ہیں اور بخار کے اثرات بڑی حد تک دفع ہو چکے ہیں۔

علالتیں

(۱) شیخ حیدر حسن عباسی کو گذشتہ عشرہ میں پیٹ میں درد و مروڑ کی سخت تکلیف رہی خدا کا شکر ہے کہ ایک ہفتہ سے درد میں کمی ہے اجابتیں شبانہ روز میں ۴ ذہنی ہوتی ہیں۔ بخار جسکی شدت شاہجہانپور کے زمانہ قیام میں ہو گئی تھی اب نہیں رہتا۔ ہنوز غذا کی جانب رغبت نہیں ہے ضعف شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی کو ڈاکٹری علاج سے اختلاجی کیفیات میں سکون نہیں ہوا تھا اور بخار بھی رہتا تھا یونانی علاج سے بخار نہیں ہے لیکن اختلاجی کیفیات میں ابھی کوئی نمایاں کمی نہیں ہوئی ہے۔ ضعف شدید ہے۔

(۳) جناب شیخ فخر الحسن صاحب بسواں سے واپس آگئے ہیں موصوف کے گھٹنے کی تکلیف ابھی رفع نہیں ہوئی ہے۔ نشست و برخاست میں زحمت ہوتی ہے البتہ پلاسٹر لگانے سے ورم بہت کم ہو گیا ہے۔

(۴) والدہ منشی محب الرحمٰن علوی (رتجیہ ٹلہ) کے ہاتھ کی انگلی کا زخم اب اچھا ہے۔ دماغی شکایات میں حکیم عبد المجید (لکھنوی) کے علاج سے خفیف فرق بتلایا جاتا ہے خدا کرے بتدریج فائدہ میں ترقی ہو کیونکہ ایک دوا ابتداءً فائدہ کرتی معلوم ہوتی ہے اور تھوڑے عرصہ کے بعد کوئی مفید اثرات نہیں معلوم ہوتے۔

(۵) الحاج مولوی امیر احمد صاحب علوی بی اے کو گذشتہ عشرہ میں تپ لرزی دورہ تو نہیں ہوا۔ شانہ میں ابھی درد موجود ہے اور بعض دن تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

حادثات

(۱) ہمکو یہ دریافت کرکے انتہائی افسوس ہوا کہ اہلیہ مولوی بدر الدین خاں علوی (مولوی محلہ) جو کئی ماہ سے علیل تھیں اور لکھنؤ میں علاج

ہو رہا تھا اور ۲۰ ستمبر ۳۹ء کی درمیانی شب میں انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بہت نیک، سمجھدار اور منتظم بی بی تھیں۔ اپنی یادگار ایک نو عمر بچہ چھوڑا۔ ہم کو برادر عزیز مذکور سے اس حادثہ میں دلی ہمدردی ہے اور بارگاہ رب العزت میں مرحومہ کی مغفرت اور مولوی بدر الدین خاں اور مرحومہ کے ضعیف نانا و دیگر اعزا کو صبر و سکون عطا فرمانے کی دعا کرتے ہیں۔

(۲) ۱۹ ستمبر ۳۹ء کو بوقت ۱۱ بجے دن بمقام ہردوئی منشی محمد خلیل علوی (گردھی) نے انتقال کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قبل سے کوئی اطلاع یہاں مرحوم کی علالت کی نہ تھی دفعۃً یہ خبر وحشت اثر معلوم ہوئی۔ اب دریافت ہوا کہ دس بارہ روز قبل ہیضہ کا حملہ ہوا تھا اور علاج سے طبیعت درباصلاح ہو گئی تھی اور بظاہر مرض کے اثرات زائل ہو چکے تھے صرف ضعف تھا۔ معالج نے غذا بھی تجویز کر دی تھی معلوم ہوا کہ موت قلب کی حرکت بند ہو جانے سے واقع ہوئی۔ مرحوم ابھی دو ہی تین سال ہوئے ملازمت سرکاری سے پنشن یاب ہوئے تھے۔ مرحوم نیک منتظم اور بہت ملنسار آدمی تھے۔ ہم مرحوم کی بیوہ، بچوں اور اعزا سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے خداوند کریم سے اُن لوگوں کو صبر جمیل عطا ہونے اور مرحوم کو فردوس بریں میں جگہ حاصل ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ منجملہ اولادوں کے ۳ بچے اور ایک لڑکی ابھی بہت چھوٹے ہیں۔

متفرقات (۱) معلوم ہوا ہے کہ منشی احترام علی علوی (رنا ڈیلی) کاکوری کانگریس منڈل کے نائب صدر، منشی عزت علی مرحوم کی خالی جگہ پر منتخب ہوئے ہیں۔

(۲) اطلاع ملی ہے کہ مقامی حفاظ نے اپنا ایک جلسہ کر کے یہ طے کیا ہے کہ رمضان میں تراویح میں کلام پاک سنانے کا معاوضہ مقررہ رقم سے کم نہ لیا جائے۔

(۳) مولوی خلیل احمد عباسی جو ریاست اودے پور سے رخصت لے کر آئے ہوئے تھے اور لکھنؤ میں اپنی والدہ کے علاج کی غرض سے مقیم تھے بعد ختم رخصت اپنی ملازمت پر واپس گئے۔

(۴) اطلاع ملی ہے کہ حشمت علی وغیرہ نے ۲۴ ستمبر کو بمقام چودھری محلہ ۴ بجے سہ پہر کو دنگل کا انتظام کیا تھا سنا ہے کہ کشتی لڑنے والوں میں اچھے اچھے جوڑ تھے لکھنؤ اور ۵۔ ۵، ۱۰۔۱۰ کوس کے مواضعات وغیرہ سے لوگ دنگل دیکھنے اور کشتی لڑنے کیلئے پہلوان آئے تھے۔ معلوم ہوا کہ

اخباری دنیا کی خبریں

(مرتبہ مولوی حسن بن ضیا صاحب بی۔ اے)

فلسطین کی ڈیفنس پارٹی اور یہودیوں کیطرف سے برطانیہ کی امداد کی اپیلیں شائع ہوئی ہیں مگر مفتی اعظم کی پارٹی کی رائے اعراب فلسطین کی رائے سمجھنا چاہیئے۔

عراق نے بھی جرمنی سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں اور حکومت کیطرف سے جرمنی سفیر کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ وہ جلد از جلد ملک کو چھوڑ دے۔

شام کے ایوان سیاست نے اعلان کیا ہے کہ اہل شام اس نازک وقت میں فرانس کا ساتھ دینگے۔

مصر کی تمام سیاسی جماعتوں نے جنہیں وفد پارٹی بھی شامل ہے متفقہ طور پر اعلان کیا ہے کہ مصر کی ہمدردیاں برطانیہ اور اُسکے حلفا کے ساتھ ہیں۔

مکہ معظمہ میں پانی اور روشنی کے انتظام کی خدمت حکومت مصر نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔

جنگ کے متعلق جتنی خبریں آ رہی ہیں اُنپر ابھی تک کوئی قطعی رائے نہیں قائم کی جا سکتی بعض اطلاعات ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پولینڈ کے حصے بخرے ہو گئے۔ روس اور جرمنی نے اپنے سابقہ حصہ ملک پر قبضہ کر لیا۔

ٹرکی کے وزیر خارجہ ماسکو گئے ہیں تاکہ روس و ٹرکی کے مابین معاہدہ کا تکملہ ہو جائے۔

ہندوستان کے طول و عرض میں کئی ہزار جرمن گرفتار ہو چکے ہیں۔

لکھنؤ میں ۱۵۰ روز کے بعد تبرا ایجی ٹیشن بند ہوا۔ مولانا ابوالکلام صلح کانفرنس منعقد کر کے شیعہ و سنی نمائندہ جماعت سے گفتگو کر رہے ہیں اور عنقریب کوئی حل تلاش کر کے فیصلہ کی شکل میں شائع کیا جائے گا۔

علامہ مشرقی قائد اعظم تحریک خاکساراں جنکو مع اُنکے چھ ساتھیوں کے ۱۳ ستمبر کو ملیح آباد اسٹیشن پر گرفتار کیا گیا تھا سزا دیدیگئی۔ اب خاکساروں نے ایجی ٹیشن شروع کر دیا ہے اور دفعہ ۱۴۴ کے خلاف روزانہ گرفتاریاں ہو رہی ہیں نہ صرف لکھنؤ میں بلکہ یوپی کے دیگر اضلاع سے بھی خاکساروں کی گرفتاریوں کی اطلاعات آ رہی ہیں۔ عام مسلمان خاکسار تحریک سے اپنی دلچسپی کا اظہار

دیو نائیٹڈ ہانڈ پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال املی) کاکوری سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا۔